﴿فقہ المعاملات﴾

تجارتی انعامی سکیموں کا شرعی حکم اور قمار کے اصول وضوابط

ڈاکٹر مولانا مفتی عبدالواحد

دارالافتاء جامعہ مدنیہ، لاہور

تجارتی انعامی سکیموں کا شرعی حکم:

انعام وہ ہوتا ہے جو کسی مطلوب وصف پر حوصلہ افزائی کے لئے دیا جاتا ہے۔ مثلاً امتحان میں اول و دوم وغیرہ آنے پر انعام دیا جاتا ہے تاکہ علم میں جس کا سیکھنا مطلوب وصف ہے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے یا گھڑ دوڑ میں جو اول آئے اس کو انعام دیا جاتا ہے کیونکہ گھڑ دوڑ میں جہاد کی تربیت ہے اور یہ تربیت حاصل کرنا وصف مطلوب ہے۔ پیدل دوڑ اور تیراکی وغیرہ بھی جہاد کی تربیت کی نیت سے ہوں تو یہ بھی مطلوب ہیں۔ ”ولا بالمسابقة فی الرمی والفرس والبغل والحمار......والابل وعلی الاقدام لانه من اسباب الجهاد فکان مندوبا وعند الثلاثة لایجوز فی الاقدام ای بالجعل اما بدونه فیباح فی کل الملاعب. (درمختار ج۵ ص ۲۸۵)

(قوله فیباح فی کل الملاعب) ای التي تعلم الفروسة وتعین علی الجهاد لان جواز الجعل فیما مر انما ثبت بالحدیث علی خلاف القیاس فیجوز ما عداها بدون الجعل وفی القهستانی عن الملتقط من لعب بالصو لجان یرید الفروسیة یجوز وعن الجواهر قد جاء الاثر فی رخصة المصارعة لتحصیل القدرة علی المقاتلة دون التلهی فانه مکروه. (ردمختار ج۵ ص ۲۸۵)

حل الجعل وطاب......ان شرط المال فی المسابقة من جانب واحد وحرم لو شرط فیها من الجانبین لانه یصیر قمارا الا اذا أدخلا ثالثا محللا بینهما بفرس کفؤ لفر سیهما یتوهم ان یسبقهما والالم یجز......وکذاالحکم فی المتفقهة فاذا شرط لمن معه الصواب صح. (درمختار ج۵ ص ۲۸۵)

وان شرطاه لکل علی صاحبه لا والمصارعة لیست ببدعة الا للتلهی فتکره......واما السابق بلا جعل فیجوز فی کل شیئ (ای مما یعلم الفروسیة ویعین علی الجهاد بلا قصد التلهی......(درمختار ج۵ ص ۲۸۶)

مذکورہ بالا ان عبارتوں کا حل یہ ہے کہ مسابقت یا تو علم میں مہارت حاصل کرنے میں جائز ہے یا صرف ان کاموں میں جائز ہے جن میں جہاد کی تربیت ہو اور وہ بھی جب کہ جہاد کی نیت سے ہو۔ اگر محض کھیل کود کے طور پر ہو تو اس

وقت مسابقت اگر چہ انعام کے ہو مکروہ ہے۔ جہاد کی تربیت کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ اس کے لئے دوطرفہ انعام تک کو جائز رکھا مگر قمار سے نکالنے کے لئے اس میں محلل کو داخل کیا۔

اب ہم کاروباری انعام کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔

ا۔ پہلی بات یہ ہے کہ زیادہ خریداری خواہ دکانداری کی ہو یا صارف کی یہ کوئی وصف مطلوب نہیں ہے۔ اس میں نہ تو جہاد کی تربیت ہے نہ علمی مہارت کی تحصیل ہے اور نہ ہی کسی اور پسندیدہ خلق مثلاً خدمت خلق کی تحصیل ہے۔ لہذا اس میں مسابقت کی ترغیب دینا اصولی طور پر غلط بات ہے۔

اا۔ دوسری بات یہ ہے کہ بائع جس کسی صورت میں بھی مبیع میں اضافہ کرتا ہے خواہ وہ انعام کے نام سے ہو وہ اصل مبیع کا حصہ قرار پاتا ہے اور مشتری قیمت میں جس نام سے بھی اضافہ کرے وہ اصل قیمت میں اضافہ شمار ہوتا ہے۔

وصح الزیادۃ فی المبیع ولزم البائع دفعھا ان فی غیر سلم زیلعی وقبل المشتری وتلتحق ایضا بالعقد. فلو ھلکت الزیادۃ سقط حصتھا من الثمن و کذا لو زاد فی الثمن عرضا فھلک قبل تسلیمہ انفسخ العقد بقدرہ. (درمختار ج ۴ ص ۱۸۷)

جب یہ بات واضح ہوئی کہ مزعومہ انعام کی صورت درحقیقت مبیع یا ثمن میں کمی بیشی ہوتی ہے تو اس میں مندرجہ ذیل شرطوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

ا۔ انعام ایسی چیز ہو جو مبیع اور ثمن بن سکے۔

۲۔ اس کے وجود میں خطر واندیشہ یا تردد نہ ہو۔

۳۔ اس کی مقدار میں جہالت یا تردد نہ ہو۔

اگر ایسی صورت پائی جائے کہ جس میں یہ تینوں شرطیں پائی جاتی ہوں تو انعام صحیح ہوگا اور اگر کوئی ایسی صورت ہو جس میں پہلی یا دوسری شرط یا تینوں ہی مفقود ہوں تو انعام صحیح نہ ہوگا۔

انعام صحیح ہونے کی مثال:

لپٹن چائے کی پیکنگ کے اندر بسکٹ کی ایک چھوٹی پیک ملتی رہی ہے۔ اسی طرح کسی ٹوتھ پیسٹ کے ساتھ دانتوں کا برش رکھ دیا جائے یا کسی فریج ساتھ ٹوسٹر یا سینڈوچ میکر کر دیا جائے یا گھی کی مقدار میں ۲۰ فیصد کا اضافہ دیا جائے تو صحیح ہے کیونکہ یہ اشیاء مبیع بھی بن سکتی ہیں اور ان کے وجود اور ان کی مقدار میں کسی قسم کی جہالت اور تردد نہیں ہے۔

انعام صحیح نہ ہونے کی مثالیں:

ا۔پہلی شرط مفقود ہو:

اس کی مثال یہ ہے کہ کمپنی والا یہ طے کرے کہ جو ہم سے اتنی مالیت کا سامان خریدے گا ہم اس کو عمرہ کرائیں گے یا ہم اس کو ڈرائیور سمیت گاڑی فراہم کریں گے جس پر وہ مری کیلئے جا سکتا ہے۔ان صورتوں میں کمپنی منافع مہیا کر رہی ہے جن پر اجارہ ہوتا ہے بیع نہیں ہوتی لہذا وہ مبیع بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے اس لئے یہ انعام بھی درست نہیں ہے۔

۲۔دوسری شرط مفقود ہو:

اس کی مثال یہ ہے کہ کمپنی دکانداروں سے کہے کہ جو ہم سے اتنا سامان خریدیں گے ہم سب کو انعام دیں گے لیکن قرعہ اندازی سے خریداروں کو کم وبیش مالیتوں کے انعام دیں گے۔

۳۔تینوں شرطیں مفقود ہوں:

اس کی مثال یہ ہے کہ کمپنی اپنے خریداروں سے کہے کہ جو کوئی ہم سے اتنی اتنی خریداری کرے گا ہم اس کو کوپن دیں گے اور پھر قرعہ اندازی کریں گے جس کے نام قرعہ اندازی نکلے گا اس کو ہم عمرہ کرائیں گے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سعودیہ آنے جانے کا اور وہاں رہائش کا بندوبست کریں گے اس کو ٹکٹ نہیں دیں گے۔

III۔ تیسری بات یہ ہے کہ چونکہ انعام مشروط ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں شرط فاسد ہوتی ہے تو اس سے سودا بھی فاسد ہوتا ہے۔

(i): جب کمپنی کے اعلان کے مطابق خریدار سامان خریدتے ہوئے یوں کہے کہ میں اس شرط پر اتنا سامان خریدتا ہوں کہ آپ کو مجھے عمرہ کرانا ہوگا یا مری کی سیر کے لئے گاڑی فراہم کرنا ہوگی۔چونکہ یہ شرط سودے کے تقاضے کے خلاف ہے اور اس میں خریدار کا فائدہ ہے۔لہذا یہ شرط فاسد ہے اور اس کی وجہ سے سارا سودا ہی فاسد ہو جاتا ہے اور بائع اور خریدار دونوں گناہگار ہوتے ہیں اور دونوں پر لازم ہے کہ اس سودے کو ختم کریں اور اگر چاہے تو اس شرط کے بغیر نئے سرے سے سودا کریں۔

(ii): انعامی سکیم یہ ہو کہ جو اتنا سودا خریدے گا اس کو کار کی قرعہ اندازی میں شریک کیا جائے گا۔اب جو شخص اس انعامی سکیم کے مطابق سودا خریدتا ہے اور کوپن بھر کر دیتا ہے تو جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا، کار بھی مبیع کا حصہ بنے گی لیکن چونکہ یہ معلوم نہیں کہ وہ ملے گی یا نہیں اس لئے مبیع کی مقدار بھی مجہول رہی۔اس لئے اس میں قمار کے ساتھ بیع بھی فاسد ہوئی۔

تنبیہات:

(i): بعض اوقات کمپنی کے ملازم خریدار کو کہتے ہیں کہ اگر تمہیں اس انعامی سکیم میں کچھ تردد ہے تو ہم تمہاری طرف سے کوپن خود بھر دیتے ہیں اور اس کو قرعہ اندازی میں شامل کر دیتے ہیں۔

کمپنی کے ملازم کے اس طرح کرنے سے قباحت میں کمی نہیں آتی کیونکہ جب انہوں نے کہا کہ ہم کوپن خود بھر دیتے ہیں تو وہ خریدار کے وکیل بن گئے اور وکیل کا تصرف مؤکل کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب یہ ایک منکر ہے تو اس وقت ملازموں کو کہنے پر خاموشی درست نہیں بلکہ نہی کرنا واجب ہے۔

(ii): کمپنیوں والے جو اتنے بیش قیمت انعامات دکانداروں کو دیتے ہیں یہ سرمایہ دارانہ نظام کا طریقہ ہے۔ اصل ہمدردی تو صارف سے ہونی چاہیے کہ اس کو رعایت ملے ورنہ دکانداروں کو دیئے گئے انعامات کا بوجھ بھی بالآخر صارفین پر پڑے گا کیونکہ عام طور پر سے انعامات کو بھی اخراجات میں شمار کر کے اشیاء کی قیمت طے کی جاتی ہے۔

(iii): بعض اوقات کمپنی والے اپنی مصنوعات کی کسی ایک یا چند ایک پیکنگ میں انعامی پرچی رکھ دیتے ہیں تا کہ لوگ اس انعام کے لالچ میں زیادہ خریداری کریں۔ چونکہ وہ انعام کسی ایک یا چند ایک کا نکلنا ہے اس لئے ہر خریدار کے لئے اس انعام کے نکلنے کا وجود خطر و اندیشہ کا شکار ہے اور چونکہ جوئے کے معنی میں یہ بات شامل ہوتی ہے اس لئے جو خریدار اس موہوم انعام کے لالچ میں وہ سامان خریدتا ہے وہ ایک درجہ میں جوا کرتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ اسی کی مثل ایک صورت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مختلف قسم کی نمائشوں کے اندر داخلہ کا ٹکٹ ہوتا ہے اور نمائش کے منتظمین یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص دس روپے کا ٹکٹ یکمشت خریدے گا وہ اس ٹکٹ کے ذریعہ عام لوگوں کی طرح نمائش میں بھی داخل ہو سکے گا اور ان ٹکٹوں پر بذریعہ قرعہ اندازی کچھ انعام مقرر ہوتے ہیں جس کا نمبر نکل آئے اس کو وہ انعام بھی ملتا ہے۔

یہ صورت صریح قمار سے تو نکل جاتی ہے کیونکہ ٹکٹ خریدنے والے کو اس ٹکٹ کا معاوضہ بصورت داخلہ نمائش مل جاتا ہے۔ لیکن اب مدار نیت پر رہ جاتا ہے جو شخص موہوم انعام کی غرض سے یہ ٹکٹ خریدتا ہے وہ ایک گونہ قمار کا ارتکاب کر رہا ہے۔''

(جواہر الفقہ ج ۲ ص ۳۵۱)

ایک شخص نے ایسی کوئی شے خریدی اور اس میں انعامی پرچی نکل آئی جب کہ اس کو پرچی سکیم کا علم تھا اور اگر علم نہ تھا بھی تو اس نے شے کو اپنی ضرورت سے خریدا تھا انعام کے لالچ میں نہیں خریدا تھا۔ اس صورت میں بھی اس شخص کو اس پرچی پر انعام لینا جائز نہیں کیونکہ ایک تو اس میں ناجائز سکیم کے ساتھ تعاون اور شراکت ہے اور دوسرے نیت تو ایک مخفی چیز ہوتی ہے لہذا حکم اس پر نہیں لگتا بلکہ ظاہر پر لگتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جب یہ انعام وصول کر رہا ہے تو اسی کے لئے اس نے شے خریداری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم ٥

مذکورہ مقالہ پر تبصرہ اور سفارشات اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

تبصرہ وسفارشات از المجلس التحقیق الفقہی جامعہ المرکز الاسلامی:

الجواب حامد او مصليا

مذکورہ حکم کو جاننے سے پہلے عربی عبارتیں اور تمہیدی باتیں ملاحظہ ہو۔

السابق يجوز في أربعة أشيا في الخف يعني البعير وفي الكافر يعني الفرس والبغل وفي النصل يعني الرمي وفي المشي باالأقدام يعني العدو. وانما يجوز ذالک ان كان البدل معلوما في جانب واحد بأن قال ان سبقتني فلک كذا وان سبقتک لا شئ لي عليک أو على القلب أما اذا كان البدل من الجانبين فهو قمار حرام الا اذا أدخلا محللا بينهما فقال كل واحد منها ان سبقتني فلک كذا وان سبقتک فلي كذا وان سبق الثالث لا شئ له والمراد من الجواز الحل لا الا استحقاق:

ثم اذا كان المال مشروطا من الجانبين فأدخلا بينهما ثالثا وقالا للثالث ان سبقتنا فاالمالان لک وان سبقناک فلا شيئ لنا يجوز استحسانا ثم اذا أدخلا ثالثا فان سبقهما الثالث استحق المالين وان سبقا الثالث ان سبقاه معافلا شئ لواحدمنهما على صاحبه وان سبقاه على التعاقب فاالذى سبق صاحبه يستحق المال على صاحبه وصاحبه لا يستحق المال عليه.

قال محمدؒ في الكتاب ادخال الثالث انما يكون حيلة للجواز اذا كان الثالث يتوهم منه ان يكون سابقا ومسبوقا فأما اذا كان يتيقن أنه يبسبقهما لا محالة أو يتيقن أنه يصير مسبوقا فلا يجوز.

(الفتاوىٰ العالمكيرية ج٥ ص ٣٢٤)

والمسابقة جائزة باالسنة والاجماع والمسابقة ستثناة من ثلاثة أمور ممنوعة هي القمار وتعذيب الحيوان لغير الأكل وحصول العوض والمعوض عنه لشخص واحد وذالک اذا قدم العوض كلا المتسابقين ليأخذه السابق وهي نوعان مسابقة بغير عوض ومسابقة بعوض أما المسابقة بغير عوض فتجوز مطلقا من غير تقييد بشيئ معين وأما المسابقة بعوض فلا تجوز عند الحنفية الا في أربع أشياء في النصل والحافر والخف والقدم.

شروط جواز المسابقة: يشرط لجواز المسابقة والرمى بعوض شروط الاول أن تكون المسابقة في الانواع النافعة في الجهاد وهي الانواع الاربعة عند الحنفية النصل والخف والحافر والقدم والثاني أن يكون العوض من أحد الجانبين المتسابقين أو من شخص ثالث وهو يقول من سبق منكما فله في بيت المال أو فله عليّ كذا. فان كان العوض من الجانبين فلا يصح الا بمحلل يكون

فرسه ألا بعيره مكافِأً لفرسيهما أو بعيرهما مثلا اذا لم يأمن أن يسبق لم يكن قمارا واما ان كان العوض من الجانبين بدون محلل فيحرم السابق. وهكذا تكون صور السباق أربعا ثلاث منها حلال وواحد منها حرام لها حكم الميسر. (القمار)

فتبين من هذا أن السابق الذى الآن على رهان من المتسابقين لامن طرف ثالث محايد هوحرام لأنه قمار الفقه الاسلامي وادلته ج٦ ص ٤٨٧٩

مذکورہ عبارت سے کچھ حاصل شدہ چیزیں اور بعض تمہیدی ضابطے: قمار کے اجزاء اصلیہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ قمار دو یا زیادہ سے زیادہ فریقوں کے درمیان ایک معاملہ ہوتا ہے۔

۲۔ اس معاملے میں کسی دوسرے کا مال حاصل کرنے کی غرض سے اپنا کچھ مال داؤ پر لگایا جاتا ہے۔

۳۔ قمار میں دوسرے کا جو مال حاصل کرنا منظور ہو اس کا حصول کسی ایسے غیر یقینی اور غیر اختیاری واقعے پر موقوف ہوتا ہے جس کے پیش آنے کا بھی احتمال ہو اور پیش نہ آنے کا بھی۔

۴۔ قمار میں جو مال داؤ پر لگایا جاتا ہے، یا تو وہ بغیر کسی معاوضے کے دوسرے کے پاس چلا جاتا ہے جس کے نتیجے میں داؤ پر لگانے والے کا خالص نقصان ہوتا ہے یا پھر دوسرے کا کچھ مال اس کے پاس بغیر معاوضے کے آجاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں اس کا خالص نقصان ہوتا ہے جس کسی معاملے میں یہ چار عناصر پائے جائے گے۔ وہ قمار میں داخل ہوگا اور شرعا حرام ہوگا یوں تو اس معاملے کی بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں جس کا مذکورہ عربی عبارت سے پتہ چلتا ہے۔

کوئی ریس یا مقابلہ کرتے ہوئے دونوں طرف سے یہ طے ہوتا ہے کہ جو فریق ہار گیا وہ جیتنے والے فریق کو مثلاً تین ہزار (3000) روپے ادا کریگا البتہ کئی صورتوں میں اس میں جواز پیدا ہوتا ہے مثلاً بادشاہ یا کسی حکومت والے کی طرف سے جیتنے والی جماعت کو اپنی طرف سے انعام ادا کرے تو صحیح ہے اس طرح اگر تیسرا فریق مقابلے میں بغیر شرط کے شامل ہو اور پیسے جیتنے والی جماعت کیلئے حلال ہونگی۔ اس طرح اگر صرف ایک فریق کی طرف سے کوئی رقم مقرر ہو تو یہ بھی صحیح ہے:

اور ایک صورت یہ ہے کہ دو آدمی آپس میں یہ طے کرتے ہیں کہ اگر فلاں فریق جیت گیا تو تم نے مجھ کو اتنا رقم دینا ہوگا اور اگر دوسرا فریق جیت گیا تو میں تمہیں اتنا رقم ادا کرونگا۔

حرمت کی مذکورہ دو صورتوں اور قمار کے شرائط میں تقابل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قمار کے شرائط اس میں موجود ہے کیونکہ دو فریق یا دو شخصوں کا معاملہ آپس میں ایک دوسرے کا مال حاصل کرنے کے لئے جس کا حصول غیر یقینی اور غیر اختیاری واقعے پر موقوف ہے اور کسی بھی فریق کی طرف سے کوئی ادائیگی یقینی نہیں ہے تو یہ حرمت کے تحت داخل ہوگا۔

قمار کی ایک دوسری قسم وہ ہے جس میں ایک فریق کی طرف سے ادائیگی معین اور یقینی ہوتی ہے اور دوسری طرف سے

غیر یقینی ،اور جو فریق یقینی طور پر ادائیگی کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے مال کو اس طرح داؤ پر لگاتا ہے کہ یا تو داؤ پر لگا ہوا مال کسی معاوضے کے بغیر چلا جائیگا ،یا پھر وہ اپنے سے زیادہ مال بلا معاوضہ کھینچ لائے گا اور اس کی مثال وہ لاٹریاں اور ریفل وغیرہ ہے جس میں فیس یا ٹکٹوں کی خریداری یا کسی اور طرح سے اپنے مال کو مذکورہ طریقے سے داؤ پر لگانا پڑتا ہے۔

قمار کے شرائط اور مذکورہ جائز اور ناجائز صورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کاروباری انعام کے بارے میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تاجروں کا ہمیشہ یہ طلب ہوتا ہیں کہ ہم اپنا مال کس طرح فروخت کر سکے اور اس کیلئے عمدہ طریقہ کونسا ہے بعض اس میں جائز صورتیں اختیار کر لیتے ہیں اور بعض تاجر فروخت کے نشہ میں آکر ناجائز صورتیں بھی اختیار کر لیتے ہیں تو تاجروں کا اپنی مصنوعات یا مال تجارت کے فروغ کیلئے جو انعامات قرعہ اندازی کے ذریعے سے تقسیم کرتے ہیں ان کو ہر حالت میں قمار نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے ۔اگر خریداروں سے ان مصنوعات کی وہی بازاری قیمت طلب کی گئی ہے تو اس قسم کا انعام قمار نہیں ہے کیونکہ اس میں خریدار کو زیادہ مال انعام کے حصول کیلئے داؤ پر نہیں لگانا پڑا حالانکہ قمار کیلئے یہ ضروری ہے کہ ہارنے کی صورت میں اس کی لگائی ہوئی رقم بلا معاوضہ دوسرے فریق کو ملے اور یہاں خریدار کو پورا معاوضہ مل چکا ہے۔

البتہ اگر انعامی سکیم کے تحت فروخت ہونے والی اشیاء کی قیمت بازاری قیمت سے زیادہ مقرر ہو تو اس صورت میں انعام نہ ملنے کی صورت میں زیادہ قیمت بلا معاوضہ چلا گیا تو یہ صورت قمار میں داخل ہو کر ناجائز ہے۔

"المیسر القمار کان الرجل فی الجاھلیۃ یخاطر علی اھلہ ومالہ فأیھما قمر صاحبہ ذھب بأھلہ ومالہ . (تفسیر ابن جریر ج ۲ ص ۳۵۸)

تعریف القمار تعلیق التملیک بالخطر والمال من الجانبین

چنانچہ مفتی شفیع صاحبؒ معارف القرآن ج ۱ ص ۵۳۳ سورۃ البقرۃ میں اس قمار کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہے کہ جس معاملے میں کسی مال کا مالک بنانے کو ایسی شرط پر موقوف رکھا جائے جس کے وجود وعدم کی دونوں جانبین بھی برابر ہو مثلاً یہ بھی احتمال ہے کہ زید پر تاوان پڑ جائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ عمر پر تاوان پڑ جائے اس کی جتنی قسمیں اور صورتیں پہلے زمانے میں رائج تھیں ،یا آج رائج ہیں ،یا آئندہ پیدا ہوں ،وہ سب میسر اور قمار اور جوا کہلائے گا۔ (ادارہ)

قارئین حضرات متوجہ ہوں

ادارہ المباحث الاسلامیہ حضرت شاہ خصوصی نمبر (مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی) پر غور کر رہی ہے۔

قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ حضرت شاہؒ کے خدمات (سماجی ،علمی تحقیقی ،سیاسی) پر مضامین تحریر کر کے سی ڈی/ای میل یا ڈاک کے ذریعے ارسال فرماوے۔تا کہ حضرت شاہؒ خصوصی نمبر شامل کر سکے۔ادارہ آپ کا مشکور رہے۔